افتتاحی تقریر جلسہ سالانہ ۱۹۲۸ء

از

سیدنا حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد
خلیفۃ المسیح الثانی

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ نَحْمَدُهٗ وَ نُصَلِّيْ عَلٰى رَسُوْلِهِ الْكَرِيْمِ

افتتاحی تقریر جلسہ سالانہ ۱۹۲۸ء

(فرمودہ ۲۶ دسمبر ۱۹۲۸ء بر موقع جلسہ سالانہ)

میری غرض اس وقت یہاں آنے کی صرف یہ ہے کہ میں دعا کے ساتھ اس جلسہ کا افتتاح کروں۔ میں اللہ تعالیٰ کا فضل سمجھتا ہوں کہ اس نے مجھے آج اس موقع پر یہاں آنے کی توفیق دی ہے' ورنہ پرسوں شام تک میں امید نہیں کرتا تھا کہ آکر جلسہ کا افتتاح کر سکوں گا۔

اس وقت میں دوستوں کو صرف اس امر کی طرف توجہ دلاتا ہوں کہ ہماری دعائیں حقیقی دعائیں ہونی چاہئیں۔ جس طرح دنیا میں اور رسمیں ہیں جنہیں ادا کیا جاتا ہے' اسی طرح دعائیں بھی لوگ رسمی طور پر کرتے ہیں۔ جس طرح دنیا دار لوگ اپنے جلسوں کے افتتاح کے موقع پر بعض قومی رسوم ادا کرتے ہیں اسی طرح بعض مذہبی لوگ اپنے جلسوں کا افتتاح دعا کے ساتھ کرتے ہیں۔ مگر ان کی دعائیں ان کے ہونٹوں سے نیچے قلوب سے نہیں نکل رہی ہوتیں اور پھر ان کے ہاتھوں کے فاصلہ سے آگے پرواز نہیں کرتیں۔ ان کی دعائیں زبانوں سے نکل کر ہونٹوں تک آکر رہ جاتی ہیں نہ ان کے دل سے نکلتی ہیں نہ خدا تعالیٰ کے عرش کو ہلاتی ہیں۔ وہ ایک جسم ہوتی ہیں بِلا روح کے یا ایک تلوار ہوتی ہیں جس کی دھار بالکل کُند ہوتی ہے۔ بلکہ اگر میں قرآن کے الفاظ کی ترجمانی کروں تو میں کہوں گا کہ وہ ایسی تلوار ہوتی ہے جس کی دھار کُند ہوتی ہے جو دشمن پر پڑتی ہے لیکن اس کی دوسری طرف بہت تیز ہوتی ہے۔ جو ایسی تلوار چلانے والے کو کاٹ دیتی ہے۔ کیونکہ خدا تعالیٰ کہتا ہے۔ **فَوَيْلٌ لِّلْمُصَلِّيْنَ الَّذِيْنَ هُمْ عَنْ صَلَاتِهِمْ سَاهُوْنَ**[1] وہ دعا بجائے اس کے کہ کوئی مفید اثر پیدا کرے' اسی کو کاٹ دیتی ہے جو ایسی دعا کرتا ہے۔ کیونکہ وہ خداوند خدا زمین و آسمان کے خالق خدا سے ہنسی اور تمسخر ہوتا ہے۔

پس اے میرے دوستو! بھائیو اور عزیزو! ہماری دعا ہمارے دلوں سے نکلے۔ خدا تعالیٰ پر یقین اور ایمان رکھتے ہوئے نکلے تا کہ اللہ تعالیٰ کے حضور مقبول ہو۔ ہمارے لئے بابرکت ہو اور ہماری کوششیں اور محنتیں ضائع نہ ہوں۔

(الفضل یکم جنوری ۱۹۲۹ء)

---

[1] الماعون: ۶، ۷